

فتاویٰ

اکرام اللہ

المتخصص فی الفقہ الاسلامی

بجامعة عمر رضی اللہ عنہ کراچی

سوال: کیا تشدید کی بناء پر کئے گئے اقرار جرم پر قاضی کافیصلہ کرنا شرعاً جائز ہے؟

الجواب حامد او مصلیاً:

مذکورہ مسئلہ کو حادیث، نماہب ارجو اور نہجۃ ثواب ہر کی روشنی میں واضح کر دیتے ہیں۔

حدیث: حضرت ابو زر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خلیلہ نے فرمایا:

”إِنَّ اللَّهَ تَجَاوَزَ لِي عَنْ أُمَّتِي الْخَطَأَ وَالنَّسَمَانَ وَمَا اسْتَكْرَهُوا عَلَيْهِ“

[رواه ابن ماجہ باب طلاق المکرہ: ۲۷، قدیمی: کلدا روی عن بریلہ].

یعنی: اللہ نے میری امت نے خطا، نیان اور جو جر کے طور پر (اقوال کا اقرار) صادر ہوا ہو، وہ سب مخالف کئے ہیں۔

چنانچہ اس حدیث سے شوافع، حنابلہ، اور مالکیہ استدلال کرتے ہوئے طلاق کرہ اور کہہ ملی طلاق کے اقرار وغیرہ کو باطل

قرار دیتے ہیں۔ [حاشیہ ابن ماجہ: ۱۳۸، قدیمی]۔

جس طرح چاروں مذاہب کا اس پر اتفاق ہے کہ زبردستی کرائے گئے اقرار جرم سے اقرار کرنے والے پر کوئی جرم ثابت نہیں ہوتا، جیسا کہ ”الفتحی لابن قدامة حنبلی کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے جس کو ہم آگے میں کرذکریں گے۔ اسی طرح اس پر بھی اتفاق ہے کہ قاضی کے لئے اس اقرار جرم پر فیصلہ کرنا جائز نہیں۔

اس منق علیہ مسئلہ کو ثابت کرنے کے لئے اب ہم ہر ایک مذہب کو باہم الذکر کرتے ہیں۔

مذہب احتجاف:

احتجاف کے نزدیک تشدد کی بنا پر کئے گئے اقرار جرم پر قاضی کے لئے فیصلہ کرنا جائز نہیں، وہ اپنی کتب میں "کتاب الاکراه" کے اندر ذکر کرتے ہیں: کہ اگر قاضی نے کسی شخص پر تشدد کی بنا پر چوری یا تھیلی عمد کے اقرار پر فیصلہ نہادیا اور نہ کوہ شخص کا ہاتھ کاٹ دیا گیا یا اس کو قتل کر دیا گیا تو اگر قرار کرنے والا نیک سیرت اچھا آدمی تھا تو قاضی کو قصاص اقتل کیا جائے گا۔ اور اگر وہ اسی جرم سے عموم تھا تو قصاص اگر چہ شبیک وجہ سے ساقط ہو جاتا ہے لیکن قاضی پر دینت ادا کرنا ضروری ہے۔

"قال فی السنویر مع الدر: (أَكْرَهَ القاضِي رِجْلًا لِيُقْرَرَ بِسُرْقَةٍ أَوْ بِقُتْلٍ رِجْلًا بِعَدْمِ أَوْ بِقُطْلٍ بِدِيدٍ) قطع بد
رجل بعدهم فأقر بذلك، فقطعت يده أو قتلت على ما ذكر (إن كان المقر موصوفاً بالصلاح، الفقص من القاضي،
وإن متهمها بالسرقة معروفاً بها وبالقتل لا يختص من القاضي استحساناً للشبهة)"

"قال العلامة محمد أمين الشهير ربانی عابدین (ت ۱۲۵۲ھ): قوله (لا يختص من القاضي
استحساناً) ولكنه يضمن جميع ذلك في ماله" "

[حاشیہ ابن عابدین علی الدر المختار کتاب الاکراه: ۱۳۰ / ۲، سعید]

مذکورہ عبارت میں قاضی کو قصاص اقتل کرنا یا مقطوع اور متوسل کے لئے مال کا ضامن ہونا اس پر واضح دلالت کرتا ہے کہ
قاضی کا یہ فیصلہ کرنا جائز نہیں تھا۔

مذہب مالکیہ:

مالکیہ فرماتے ہیں کہ قاضی کے لئے جائز نہیں کہ جبرا کئے گئے اقرار جرم پر فیصلہ نہائے۔ صاحب "تبرہ الاحکام فی اصول
الاتفاقیہ و مذاہج الاحکام" "ذخیرۃ المترانی" کے حوالہ سے قاضی اور امیر کے اختیارات کے درمیان فرق کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ويمتاز والى الجرائم على القضاة بتسعةأوجه والرابع: يجوز أى: (للأمیر) مع قوة
تهمة ضرب المتهم فإذا أقر وهو مصروف اعتبرت حاله، فإن ضرب لهقر لم يعتبر إقرار تحت الضرب أو
ليصدق عن حاله، قطع ضربه، واستعاد إقراره فإن أقر بخلاف الإقرار الأول أخذ بالثانى، ويجوز العمل

بيان قرار الأول مع كراهة وليس ذلك للقضاء

[١] فصل في الفرق بين نظر القاضي والوالى: ٢٧٣ / ٣، المكتبة الشاملة

یعنی: امیر کے لئے تو یہ اختیار ہے کہ ملزم کو مار دے، لیکن اگر اس نے مارا کر وہ اقرار جرم کرے تو اس صورت میں امیر کے لئے بھی جائز نہیں وہ اس پر فیصلہ کر دے چکا یا کہ ختنی جس کے اختیارات امیر کے اختیارات سے بھی کم ہیں۔

مذہب شافعیہ

مالکیہ کی طرح شوافع کے زدیک بھی بھی ہے کہ قاضی جرا کئے گئے اقرار جرم پر فیصلہ نہیں کر سکتا، اس پر تفریغ کرتے ہوئے وہ فرماتے ہیں کہ اگر ملزم نے حالیت سزا میں اقرار جرم کیا تو حال کا اختبار کیا جائے گا مگر اگر سزا اس لئے دی جی کہ وہ اقرار جرم کرے تو اس سزا کے تحت کئے گئے اقرار جرم پر کوئی حکم ثابت نہیں ہو گا۔

” قال العلامة أبو الحسن علي بن محمد البصري الماوردي الشافعى (ت ٥٣٥هـ) فإن كان حاكماً رفع إليه رجل، قد اتهم بسرقة أو زنا، ولم يكن لتهمة بها تأثير عنده، لم يجز أن يمحسه لكشف ولا استئراء، ولا يأخذ بأسباب الإقرار إجباراً..... فإن الزر وهو معتبر، اعتبرت حاله فيما ضرب عليه، فإن ضرب ليقراً، لم يكن لإقرار تحت الضرب حكم ”

[الأحكام السلطانية والولايات الدينية الباب العاشر: ٢٩٨، ٢٩٨، دار الأرقم، بيروت]

مذہب حنبلہ:

حابلہ فرماتے ہیں کہ ایسا اقرار جو جر کے طور پر کروالا بجائے یہ اقرار اقل مقول ٹھیں اور اس پر فیصلہ نہیں کیا جائے گا۔ تفریج کے طور پر آگے فرماتے ہیں کہ کسی طریم سے کہا گیا کہ جرم کا اقرار کرو نہیں اور (زیر) کے یہ اقرار باطل ہے اور مکنی شیخ الاسلام امام ائمہ تیسیکا نووی بھی ہے۔

[شرح اخصر المختصرات لابن حجرین: باب من يجوز إقراره: ۱۷/۲۲۷، المکتبہ الشاملة]

قال العلامة ابن قدامة الحنبلي (ت ۵۶۰): ولا يصح الإقرار من المكره، فلو ضرب الرجل ليقر بالزنا لم يجب عليه الحد ولم يثبت عليه الزنا، ولا نعلم من أهل خلافاً في أن المكره لا يجب به حد .
[المغني لابن قدامة كتاب المحدود، إقرار الآخرين: ۹/۲۷، القاهرة].

” وفي مجموع فتاوى ابن تيمية: وأما إذا أقر مكرهاً ولم يتبين صدق إقراره، فهنا لا يترتب عليه حكم، ولا يؤخذ به ولا غيره ”

[مجموع فتاوى ابن تيمية، مسألة: التهموا بقتل وضربوهم: ۹/۱۱، المکتبہ الشاملة]

مذہب نواہر:

المل نواہر میں سے علام ابن حزم فرماتے ہیں کہ اگر کسی طور پر اس لئے تشدد کیا گیا تو اقرار جرم کرنے والے اقرار پر فیصلہ کرنا جائز نہیں۔

” وفي مجلة الجامعة الإسلامية: وفي ابن حزم تأسيساً على ذلك أنه لو ضرب المتهم حتى أقر، فإن إقراره لا يعمل به؛ لأنَّه قد أخذ بصفة لم يارجها قرآن وسنة ولا إجماع ”

[مجلة الجامعة الإسلامية بالمدينة المنورة نظام الإثبات العدد: ۱۳/۲۷۱، ۲۳، المکتبہ

الشاملة].

خلاصہ بحث یہ ہوا کہ ائمہ اربعاء اهل نواہر کا اس منہل میں اتفاق ہے کہ تشدد کی بناء پر کئے گئے اقرار جرم پر قاضی کے لئے فیصلہ کرنا جائز نہیں۔

